بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم دین اور
مکاتب کی اہمیت

پہلا ایڈیشن

ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ماہِ مارچ ۲۰۱۵ء

DEENIYAT

Compiler

Ahem Charitable Trust

IDAAR-E-DEENIYAT

مرتب

اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

ادارۂ دینیات

249, Bellasis Road, Near Mumbai Central, Mumbai 400008.

Tel.:022 23051111 - Fax : 022 23051144

Email : info@deeniyat.com - Website : www.deeniyat.com

پیش لفظ

"علم دین" ایک گراں قدر جوہر، اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ عظیم ولازوال نعمت ہے، جس سے حق و باطل کے درمیان تمیز ہوتی ہے، حلال وحرام کی شناخت ہوتی ہے، جو پوری انسانیت کے لیے ایک کامل و مکمل دستورحیات ہے، جس کی بنیاد پر اسے دنیا و آخرت میں سرخ روئی حاصل ہوسکتی ہے، یعنی انسانیت کی تعمیر وتشکیل اور اسے دنیوی و اخروی کامیابی کے اَوجِ ثُریّا تک پہنچانے کا واحد راستہ "علم دین اور اس کی تعلیم وترویج" ہے، جو بعثتِ نبوی کا ایک اہم مقصد ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، ان کا تزکیہ کرے، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جب کہ اِس سے پہلے یہ لوگ یقینا گمراہی میں تھے۔ [سورۂ آل عمران: ۱۶۴]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: مجھے اس روئے زمین پر معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

[ابن ماجہ: ۲۲۹، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

دینی تعلیم کی اہمیت وضرورت پر لسانِ نبوت نے ایک جگہ ان الفاظ میں مہرِ تصدیق ثبت فرمائی ہے: علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

[ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

مگر افسوس! آج امت نے اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کی اور جس بنیادی علم دین کا حاصل

کرنا فرض عین ہے،اس کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہیں، ہر کوئی اپنی اولاد کو صرف عصری تعلیم دلانے کے لیے سرگرداں ہے،اور دینی مکاتب کی طرف رُخ برائے نام ہے،تقریباً ۹۵ رفیصد بچے مکاتب میں نہیں آرہے ہیں، جو یقیناً ایک افسوسناک پہلو ہے۔

آج جب کہ فتنے کا دور ہے، ہر طرف سے فتنے امنڈتے چلے آرہے ہیں،مختلف رنگ و روپ لیے ،الگ الگ طرز و انداز سے آرہے ہیں ، ہر دن ہی نہیں ؛ بلکہ ہر آن نیا فتنہ سر ابھارتا ہے اور کوئی نہ کوئی گُل کھلاتا ہے،خارجی فتنے بھی ہیں اور داخلی بھی ، چھوٹے فتنے بھی ہیں اور بڑے بھی ، برائیوں کا ایک سیلاب ہے ، جو پوری انسانیت کو بہالے جانا چاہتا ہے ، گندگیوں کی ایک آگ ہے، جو پورے معاشرے کو خاکستر کرنا چاہتی ہے،ایسے ناگفتہ بہ حالات میں پوری انسانیت کو ان فتنوں سے بچانے کے لیے،اس کے ایمان ویقین کے تحفظ کے لیے ’’دینی مکاتب‘‘ کی طرف توجہ دینا وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

الحمدللہ ادارۂ دینیات نے علمِ دین اورمکاتب کی اہمیت پر ایک مختصر رسالہ تیار کیا ہے ،جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں علمِ دین کی اہمیت وفضیلت اور عہد نبوی وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کی تعلیم وترویج کے طریقۂ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مکاتب کی ضرورت وافادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہماری خدمات کو قبول فرمائے۔(آمین)

مضامین	صفحہ نمبر
پہلی وحی میں علم دین کا پیغام	۷
اللہ تعالیٰ اہل علم کے درجوں کو بلند فرماتے ہیں	۷
علم وحکمت میں ڈھیر ساری بھلائیاں	۷
دین کا علم نہ ہو، تو جاننے والوں سے پوچھ لو	۸
علم دین جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے	۸
اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ	۸
علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض	۹
امت پر دو ذمے داریاں: علم دین سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا	۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں علم دین حاصل کرنے کا حد درجہ اہتمام	۱۰
دین سیکھنے والوں کے ساتھ نرمی کرو	۱۰
جو شخص دین سیکھنے آئے، اس کے ساتھ بھلائی کرو	۱۱
علم دین حاصل کرنے کی کوشش فائدے سے خالی نہیں	۱۱
علم دین سیکھنے والے سے فرشتوں کی بے پناہ محبت	۱۱

مضامین	صفحہ نمبر
علم دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل علم کو بخش دیتے ہیں	۱۲
علم دین سیکھنے والوں کے لیے زمین کی ساری مخلوق دعائیں کرتی ہیں	۱۲
علم اور اہلِ علم اللہ کی رحمت سے قریب ہیں	۱۳
علمِ دین سے اپنا تعلق جوڑے رکھو اور علم اور اہلِ علم سے بغض مت رکھو	۱۳
اچھے اخلاق کی تعلیم اولاد کے لیے سب سے بہتر تحفہ	۱۳
عالم کی فضیلت عبادت گزار سے زیادہ	۱۳
علم اُٹھا لیے جانے سے پہلے، علم حاصل کرلو	۱۴
علم دین سکھانے کا ثواب مرنے کے بعد بھی	۱۴
قرآن سیکھنے اور سکھانے والے سب سے اچھے انسان	۱۵
علمِ دین حاصل کرنے کا مقصد	۱۵
دین سیکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے گمان روزی عطا کرتے ہیں	۱۶
علم دین سکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب	۱۶
قرآن کریم کی ایک آیت اور علم دین کے ایک مضمون سیکھنے کی فضیلت	۱۶

مضامین	صفحہ نمبر
علم حاصل کرنے والوں کے لیے جنت کا راستہ آسان	۱۷
ہر شخص کے لیے قرآن کا کچھ حصہ یاد ہونا ضروری	۱۷
علم دین سیکھ کر دوسروں کو سکھانا بہترین صدقہ	۱۷
علم حاصل کرنے سے مومن کا دل نہیں بھرتا	۱۷
علم حاصل کرنے والا اللہ کے راستے میں ہوتا ہے	۱۷
علم پھیلانے والے کا درجہ قیامت کے دن ایک امت کے برابر	۱۸
تواضع اور ادب کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہیے	۱۸
علمی مجالس سے فائدہ اٹھاؤ	۱۸
علم کا ایک مضمون سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہر چیز سے افضل	۱۸
بچوں کی اچھی تربیت کرنا بہت ضروری	۱۹
تعلیم وتربیت، بچوں کا والدین پر ایک لازمی حق	۱۹
عالم کی مجلس میں بیٹھنے کی فضیلت	۲۰
علم دین سیکھنے کے دوران انتقال کر جانے والے کا درجہ	۲۰

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھنے کا حکم	۲۰
دین کی تعلیم دینے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین	۲۱
تلاوتِ قرآن کے بغیر گھر ویران	۲۱
تھوڑی دیر علم کا سیکھنا اور سکھانا پوری رات عبادت کرنے سے بہتر	۲۲
بچوں کو دینی اور اخلاقی تعلیم دینا ہماری ذمے داری	۲۲
علم حاصل کرنا نفل عبادت سے افضل	۲۲
علم دین سیکھنے والوں کی قدر وقیمت	۲۲
بچوں کو قرآن کے ساتھ بنیادی علم دین سکھانا ضروری	۲۲
بچوں کو قرآن کریم پڑھانا اسلام کا بنیادی اصول	۲۳
پڑوسیوں کی دینی تعلیم وتربیت ہماری ذمے داری	۲۳
مسجد میں جا کر علم دین حاصل کرنے سے کامل حج کا ثواب	۲۴
قرآن پڑھنے پڑھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول	۲۴
مسجد نبوی میں سیکھنے سکھانے کا نظم	۲۵

مضامین	صفحہ نمبر
صفہ عہد نبوی کی دینی درس گاہ	۲۵
مدینہ منورہ میں مکاتب کا نظام	۲۶
بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر	۲۷
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں کی تعلیم کا بہت خیال تھا	۲۷
عورتوں کی تعلیم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن متعین فرمادیا تھا	۲۷
گھر کی خادمہ کی تعلیم وتربیت پر اسلام کا زور	۲۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مکتب کے تعلیمی اوقات	۲۹
اسلامی دور میں ہر جگہ مکاتب کا نظام تھا	۲۹
بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا رواج ہر زمانے میں رہا ہے	۲۹
علم کے منافع انسان کے شمار میں نہیں آسکتے	۳۰
علم کے فوائد	۳۰
طلبہ کا خیر مقدم کرنا چاہیے	۳۱
لکھنے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند ہدایات	۳۱

مضامین	صفحہ نمبر
بیرونِ ملک تعلیم کا نظام	۳۲
صحابہ رضی اللہ عنہم کا معلم بن کر یمن جانا	۳۲
وفود کے ذریعہ علم کی اشاعت	۳۳
دورِ نبوت میں نگرانی کا نظام	۳۳
بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کی نصیحت کیجیے	۳۴
بچپن میں تعلیم کا اثر	۳۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تختی (بلیک بورڈ) کے استعمال	۳۴
نمازِ فجر کے بعد حلقے بنا کر اجتماعی طور پر سیکھنے سکھانے کا عمل	۳۵
عشاء کی نماز کے بعد علم حاصل کرنا	۳۵
بچوں کے لیے مکاتب کا قیام اور ان کا تعلیمی وقت	۳۵
قرآن کی تعلیم کے لیے ماہر اساتذہ کو مقرر کرنا	۳۶
دوسری جگہ ضرورت پڑنے پر معلم کا انتظام کرنا	۳۶
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے طلبہ کا امتحان بھی لیا کرتے تھے	۳۷

مضامین	صفحہ نمبر
انعام کے ذریعے طلبہ کی حوصلہ افزائی	۳۷
بچوں کو ان کی عمر کے لحاظ سے تعلیم دی جائے	۳۸
اجتماعی تعلیم کا نظام	۳۸
تعلیم میں طلبہ کے ذوق ومزاج کا خیال رکھنا ضروری	۳۹
مکتب میں بچوں کو سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا	۴۰
ضرورت کے پیش نظر مدینہ منورہ میں تین نئے مکاتب کا قیام	۴۰
بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں فکر مند رہنا	۴۱
دین کے متعلق گفتگو کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا مشغلہ	۴۱
علم مال کے مقابلے میں بہتر	۴۲
علم مل جائے، تو سب کچھ مل سکتا ہے	۴۲
علم کا طلب کرنا عبادت	۴۳
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے سے نصیحت	۴۳
علم حاصل کرنے والے محبتِ الٰہی کی چادر میں	۴۳

مضامین	صفحہ نمبر
ماہر لوگوں سے علم حاصل کرنا	۴۴
علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر	۴۴
ہر مسلمان کے لیے حلال وحرام کا جاننا ضروری	۴۵
ہر آدمی سے اس کے بچے کی تربیت کے بارے میں سوال ہوگا	۴۵
اپنے بچوں کو جہنم سے بچانے کا واحد راستہ ان کی صحیح تعلیم وتربیت	۴۶
قدیم زمانے میں مکاتب کے اصول وضوابط	۴۶

پہلی وحی میں علمِ دین کا پیغام

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہلی وحی اتری اور دنیا کو ایک ''نیا پیغام'' ملنا شروع ہوا، تو اس پہلی وحی میں ہی پڑھنے اور قلم کا تذکرہ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: (اے نبی!) پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اُس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو، اور تمھارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسانوں کو اُس بات کی تعلیم دی، جو وہ نہیں جانتا تھا۔ [سورۂ علق: ۱۔۵]

اس پہلی وحی میں ہی تعلیم اور قلم کا تذکرہ کر کے گویا دنیا کو یہ پیغام دینا تھا کہ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی وخوش کرنے کی بنیاد ہی علم دین پڑھنے اور پڑھانے، سیکھنے اور سکھانے پر ہے۔

اللہ تعالیٰ اہلِ علم کے درجوں کو بلند فرماتے ہیں

دین کا علم اللہ تعالی کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اس لیے جو آدمی اس کو حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے درجے کو بلند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کو درجوں میں بلند کرے گا۔ [سورۂ مجادلہ: ۱۱]

علم وحکمت میں ڈھیر ساری بھلائیاں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جسے علم وحکمت عطا ہوئی، اسے ڈھیر ساری بھلائی دے دی گئی۔ [سورۂ بقرہ: ۲۶۹]

دین کا علم نہ ہو، تو جاننے والوں سے پوچھ لو

اس دنیا میں انسان بالکل خالی ذہن لے کر آتا ہے، اسے کسی چیز کا علم نہیں ہوتا، لیکن زندگی گزارنے میں اس کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، یوں بیٹھے رہنا درست نہیں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تمھیں خود علم نہیں ہے، تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو۔ [سورۂ انبیاء:۷]

علم دین جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے

علم دین دنیا کی سب سے قیمتی دولت ہے، اسے حاصل کرنا دنیا و آخرت کی بڑی کامیابی ہے، اور اسے حاصل نہ کرنا دنیا و آخرت کا بڑا نقصان ہے، اس لیے دین کا علم رکھنے والے اور دین کا علم نہ رکھنے والے دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے؛ بلکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (اے نبی!) آپ (لوگوں سے) کہہ دیجیے کہ کیا وہ جو جانتے ہیں، اور جو نہیں جانتے، سب برابر ہیں؟ (ہرگز سب برابر نہیں ہیں)۔ [سورۂ زمر:۹]

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ [سورۂ تحریم:٦]

اس آیت کے تحت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سے بچاتا ہے، تو آخرت کی آگ سے بدرجۂ اولیٰ بچانا چاہیے، اور وہ اس طرح کہ ان کو ادب سکھایا جائے، ان کو مہذب بنایا جائے، اچھے اخلاق کی تعلیم دی جائے، برے

لوگوں کی دوستی سے ان کو بچایا جائے اور دنیا کی زیب وزینت اور عیش وعشرت کی عادت نہ ڈالی جائے ، ورنہ بڑے ہو کر وہ انھیں چیزوں کو حاصل کرنے میں اپنی عمر کو برباد کر دیں گے۔

[احیاء العلوم: ۳/ ۷۲]

علمِ دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض

جو شخص شریعت کے مطابق زندگی نہیں گزارے گا، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسے حاصل نہیں ہوسکتی اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتا؛ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صاف طور پر علمِ دین حاصل کرنے کو امت پر فرض قرار دیا ہے اور اس کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں لگائی ہے؛ اس لیے انسان چاہے عمر کے جس مرحلے میں ہو، اس کے لیے بنیادی علمِ دین کا سیکھنا فرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: علمِ دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

[ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس رضی اللہ عنہ]

امت پر دو ذمے داریاں: علم دین سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا

اس امت کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ خود دین سیکھے اور دین کی سمجھ حاصل کرے، وہیں اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی دین سکھائے اور ان میں دینی شعور پیدا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، تم لوگ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور فرائض (میراث کا علم) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ؛ اس لیے کہ میں دنیا سے اٹھالیا جاؤں گا اور علم بھی عنقریب اٹھالیا جائے گا؛ یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض حکم کے بارے میں جھگڑیں گے؛ لیکن ان کو بتانے والا کوئی نہیں ملے گا۔

[شعب الایمان: ۱۶۶۸، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی مثال جو علم سیکھتا ہے، پھر لوگوں کو نہیں سکھاتا، اس شخص کی طرح ہے جو خزانہ جمع کرتا ہے، پھر اس میں سے خرچ نہیں کرتا۔ [طبرانی اوسط: ۶۸۹، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں علمِ دین حاصل کرنے کا حد درجہ اہتمام

مکہ مکرمہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ ''دار ارقم'' میں جمع ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''اسلامی احکام'' سیکھتے تھے، نبوت کے دوسرے سال جب مدینہ منورہ سے بارہ شخص آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی بیعت کی، تو واپسی کے وقت انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے ساتھ کسی ایک معلم کو بھیج دیجیے، جو ہمیں اسلامی احکام سکھائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ [دلائل النبوۃ: ۲/ ۳۰۹، ۳۱۰]

بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اور میرا انصاری پڑوسی دونوں مدینہ کے قریب ہی ایک گاؤں بنو امیہ بن زید میں رہتے تھے، ہم دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آتا۔ جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور دوسری باتوں کی اس کو اطلاع دیتا تھا، اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔ [بخاری: ۸۹، عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما]

اس طرح کے اور بھی بہت سارے واقعات ہیں، جن سے علم دین حاصل کرنے کے تعلق سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بے انتہا اہتمام اور فکر کا پتہ چلتا ہے۔

دین سیکھنے والوں کے ساتھ نرمی کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو (دین) سکھاؤ، ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔ [مسند احمد: ۲۱۳۶، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

جو شخص دین سیکھنے آئے، اس کے ساتھ بھلائی کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھارے پاس لوگ مشرق کی جانب سے دین کا علم سیکھنے آئیں گے۔ لہٰذا جب وہ تمھارے پاس آئیں، تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔

[ترمذی: ۲۶۵۱، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

علم دین حاصل کرنے کی کوشش فائدے سے خالی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص علم کی تلاش میں لگے، پھر اس کو حاصل بھی کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو اجر لکھ دیتے ہیں اور جو شخص علم کا طالب ہو؛ لیکن اس کو حاصل نہ کر سکے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک اجر لکھ دیتے ہیں۔

[طبرانی کبیر: ۱۶۵، عن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ]

مطلب یہ ہے کہ دین سیکھنے والا کسی بھی حال میں محروم نہیں رہتا ہے، اگر اس کو حاصل کر لیتا ہے، تو وہ دوگنا اجر کا مستحق ہوتا ہے، ایک علم کے لیے کوشش اور اس کی تلاش کا اور دوسرا اس کو حاصل کر لینے کا، اور اگر اس کو حاصل نہیں کر سکا، تو صرف تلاش و کوشش کا اسے اجر ملے گا۔

علمِ دین سیکھنے والے سے فرشتوں کی بے پناہ محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: طالب علم کو خوش آمدید ہو! فرشتے طالب علم کو گھیر لیتے ہیں اور اس پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں، پھر اس کثرت سے آ کر اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، جس کو یہ طالب علم حاصل کر رہا ہے۔

[طبرانی کبیر: ۷۳۴۷، عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ]

علمِ دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہلِ علم کو بخش دیتے ہیں

جب آدمی خالص اللہ کی رضا اور آخرت کے فائدے کے لیے دین سیکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اور قیامت کے دن اس کے گناہوں کو معاف کر دیں گے؛ اس لیے علم دین حاصل کرنے کے لیے خوب محنت کرنی چاہیے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کے لیے اپنی (شان کے مطابق) کرسی پر تشریف فرما ہوں گے، تو اہلِ علم سے فرمائیں گے: میں نے اپنے علم اور حِلم (نرمی اور برداشت) سے تمھیں اسی لیے نوازا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تمھاری کوتاہیوں کے باوجود تم سے درگزر کروں اور مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں (یعنی تم چاہے کتنے ہی بڑے گنہگار ہو، تمھیں بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے)۔

[طبرانی کبیر: ۱۳۸۱، عن ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ]

علمِ دین سیکھنے والوں کے لیے زمین کی ساری مخلوق دعائیں کرتی ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بے شک عالم کے لیے آسمان و زمین کی ساری مخلوقات اور پانی کے اندر موجود مچھلیاں سب کی سب مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں۔ (یاد رکھو) عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے چودھویں رات کے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت ہے۔ بلاشبہ علماء، انبیاء علیہم السّلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السّلام دینار اور درہم (مال و دولت) کا وارث نہیں بناتے، وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں؛ لہٰذا جس شخص نے علم دین حاصل کیا، اس نے (اس میراث میں سے) بھرپور حصہ لیا۔

[ابوداوٗد: ۳۶۴۱، عن ابی درداء رضی اللہ عنہ]

علم اور اہلِ علم اللہ کی رحمت سے قریب ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غور سے سنو! دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ سے قریب کریں (یعنی نیک عمل) اور عالم اور طالبِ علم۔ (کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور نہیں ہیں)۔ [ترمذی:۲۳۲۲، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

علمِ دین سے اپنا تعلق جوڑے رکھو اور علم اور اہلِ علم سے بغض مت رکھو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یا تو عالم بنو، یا طالبِ علم بنو، یا علم توجہ سے سننے والے بنو، یا علم اور علم والوں سے محبت کرنے والے بنو (ان چار کے علاوہ) پانچویں قسم کے نہ بنو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (پانچویں قسم یہ ہے کہ تم علم اور علم والوں سے بغض رکھو۔)

[طبرانی صغیر:۷۸۶، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ]

اچھے اخلاق کی تعلیم اولاد کے لیے سب سے بہتر تحفہ

اس دنیا میں ہر باپ یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد خوش رہے، اس کے لیے وہ اپنی اولاد کو کبھی کبھی قیمتی تحفے لا کر بھی دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ بچے کو عمدہ اخلاق سکھانا سب سے بہتر تحفہ ہے، کیوں اس کی وجہ سے بچے کی دنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔ [ترمذی:۱۹۵۲، عن عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ]

عالم کی فضیلت عبادت گزار سے زیادہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو خیر

کی باتیں سکھانے میں مشغول ہوجاتا ہے، اس عابد پر جو دن کو روزے رکھتا اور رات میں عبادت کرتا ہے، ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ درجہ کے شخص پر ہے۔

[دارمی: ۳۴۰، عن حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ]

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی علم دین سکھاتا ہے اس سے خود اس آدمی کو ثواب ملتا ہی ہے ساتھ ہی دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، اس کے برخلاف جو آدمی نوافل میں مشغول رہتا ہے، اس کا فائدہ صرف اس کی ذات کو پہنچتا ہے، اسی لیے علم دین سکھانے والا رات دن عبادت میں مشغول رہنے والوں سے افضل ہے۔ [مرقاۃ المفاتیح: ۲/ ۱۷۵]

علم اٹھا لیے جانے سے پہلے علم حاصل کرلو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت کی بہت ساری نشانیاں بیان فرمائی ہیں، انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیامت کے قریب علم دین اٹھالیا جائے گا، اس لیے اس سے پہلے کہ علم دین اٹھالیا جائے، اسے حاصل کرلینا چاہیے کہ کہیں ہمیں محرومی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ہم جہالت اور گمراہی میں نہ پڑ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! علم کے واپس لیے جانے اور علم اٹھالیے جانے سے پہلے علم حاصل کرلو۔ [مسند احمد: ۲۲۲۹۰، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ]

علمِ دین سکھانے کا ثواب مرنے کے بعد بھی

جب کسی انسان کا انتقال ہوجاتا ہے، تو چوں کہ وہ کوئی عمل نہیں کرسکتا، اسی لیے اس کو مزید کوئی اجر نہیں ملتا ہے، لیکن کچھ اعمال ایسے ہیں، جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، انھیں میں سے ایک علمِ دین سکھانا بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن

کے مرنے کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے، اُن میں ایک تو علم ہے، جو کسی کو سکھایا اور پھیلایا ہو، دوسرا نیک لڑکا ہے، جس کو چھوڑا ہو، تیسرا قرآن شریف ہے جو میراث میں چھوڑ گیا ہو، چوتھا مسجد ہے، جو بنا گیا ہو، پانچواں مسافر خانہ ہے، جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، چھٹا نہر ہے، جس کو اس نے جاری کیا ہو، ساتواں وہ صدقہ ہے، جس کو اپنی زندگی اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے۔

[ابن ماجہ: ۲۴۲، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

قرآن سیکھنے اور سکھانے والے سب سے اچھے انسان

اس دنیا میں انسان اچھا اور بہتر بننے کے لیے بہت کچھ کرتا ہے؛ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن سیکھنے اور سکھانے والوں کو سب سے بہتر قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

[بخاری: ۵۰۲۷، عن عثمان رضی اللہ عنہ]

علمِ دین حاصل کرنے کا مقصد

علم دین ایک روشنی ہے، جس میں انسان بھلائی اور برائی کی تمیز کرتا ہے، حق اور باطل کو پہچانتا ہے، اور اس روشنی میں انسان سیدھے راستے پر چلتا ہے؛ اس لیے علم دین کو اسی مقصد سے حاصل کرنا چاہیے، یعنی نیت یہ ہونی چاہیے کہ اس علم کو حاصل کر کے ایک پاکیزہ زندگی گذاریں گے، حق کے راستے پر چلیں گے اور باطل سے دور رہیں گے، اور اس علم کی روشنی میں دوسروں کی رہنمائی کریں گے، اور ان کے ذریعے اپنے خالق کو راضی اور خوش کرنے کی کوشش کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اس حال میں موت آجائے کہ وہ علم حاصل کر رہا ہو اور اس سے اس کا مقصد اسلام کو زندہ کرنا ہو، تو جنت میں اس کے اور انبیا کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔ [سنن دارمی: ۳۶۲، عن حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ]

دین سیکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے گمان روزی عطا کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے اندر اللہ کے دین کی سمجھ پیدا کرے، تو اللہ اسے رنج وغم سے نجات دے گا اور اسے ایسے ذریعے سے رزق عطا کرے گا کہ اسے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ [کنز العمال: ۲۸۸۵۵ عن عبداللہ بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ]

علم دین سکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو علم دین سکھایا، تو اس کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

[ابن ماجہ: ۲۴۰، عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ]

قرآن کریم کی ایک آیت اور علمِ دین کے ایک مضمون سیکھنے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! تم صبح جاکر قرآن کی ایک آیت سیکھ لو، یہ تمھارے لیے سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تم صبح جاکر علم کا ایک مضمون سیکھ لو۔ چاہے (فی الحال) اس پر عمل ہو یا نہ ہو۔ یہ تمھارے لیے ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ [ابن ماجہ: ۲۱۹، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

قرآن کی ایک آیت اور دینی علم کا ایک مضمون سیکھنے میں چند منٹ خرچ ہوتا ہے؛ مگر اس کا ثواب کس قدر زیادہ ہے، کاش! ہم لوگ فکر کریں اور اس فضیلت کو حاصل کریں۔

علم حاصل کرنے والوں کے لیے جنت کا راستہ آسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیں گے۔ [مسلم: ۷۰۲۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ہر شخص کے لیے قرآن کا کچھ حصہ یاد ہونا ضروری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ [ترمذی: ۲۹۱۳، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

جس طرح گھر کی زینت گھر والوں سے ہے، اسی طرح دل کی زینت قرآن سے ہے؛ اس لیے قرآن کا کچھ حصہ دل میں محفوظ ہونا ہی چاہیے، کم از کم اتنا یاد ہونا ضروری ہے، جس سے نماز درست ہو سکے۔

علمِ دین سیکھ کر دوسروں کو سکھانا بہترین صدقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان علم (دین کی بات) سیکھے، پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ [ابن ماجہ: ۲۴۳، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

علم حاصل کرنے سے مومن کا دل نہیں بھرتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کا پیٹ خیر کی بات (علم حاصل کرنے) سے کبھی نہیں بھرتا، یہاں تک اس کی انتہا جنت ہے۔ [ترمذی: ۲۶۸۶، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

علم حاصل کرنے والا اللہ کے راستے میں ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے، وہ اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ گھر واپس ہو جائے۔ [ترمذی: ۲۶۴۷، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

یعنی جو علم دین حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلے گا، اسے اللہ کے راستے میں نکلنے کا ثواب ملے گا۔

علم پھیلانے والے کا درجہ قیامت کے دن ایک امت کے برابر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اولادِ آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں، اور میرے بعد انسانوں میں سب سے بڑا سخی وہ شخص ہے جس نے علم سیکھا، پھر اپنے علم کو (لوگوں میں) پھیلایا، یہ قیامت کے دن اکیلا ایک امت کی شکل میں قبر سے اٹھے گا۔

[شعب الایمان: ۱۷۶۷، عن انس رضی اللہ عنہ]

تواضع اور ادب کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم علم حاصل کرو، اور علم حاصل کرنے کے لیے سکون اور وقار سیکھو، اور جس سے علم حاصل کرو اس کے لیے تواضع اختیار کرو۔

[طبرانی اوسط: ۶۱۸۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

علمی مجالس سے فائدہ اٹھاؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم جنت کے باغوں سے گزرا کرو، تو خوب چرا کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: علمی مجالس۔ (علمی مجالس میں شریک ہوکر انسان کو خوب استفادہ کرنا چاہیے)۔

[طبرانی کبیر: ۱۱۱۵۸، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

علم کا ایک مضمون سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہر چیز سے افضل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم کا کوئی ایک مضمون سیکھ کر اس پر عمل کرتا ہے، تو یہ اس کے لیے دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

[جامع بیان العلم: ۲۰۹]

بچوں کی اچھی تربیت کرنا بہت ضروری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔ [ابن ماجہ: ۳۶۷۱، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

علامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اپنی اولاد کے اکرام اور انہیں اچھے آداب سکھانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں اچھے اخلاق کی تعلیم دی جائے اور اسلام میں جو باتیں کرنے کی ہیں وہ ان کو بتائی جائیں۔ (یعنی اس کی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کی جائے)، اولاد کے اکرام سے یہ مراد نہیں ہے کہ (صرف) ان کی دنیا ہی کو سنوارا جائے۔

[فیض القدیر: ۱۴۱۹]

تعلیم وتربیت، بچوں کا والدین پر ایک لازمی حق

ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر یہ شکایت کی کہ میرا بیٹا میری بات نہیں مانتا اور نہ ہی میرے حقوق ادا کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لڑکے کو بلایا اور اس کو باپ کی نافرمانی اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے پر تنبیہ کی، تو اس لڑکے نے سوال کیا کہ: اے امیر المومنین! کیا اولاد کا باپ پر کوئی حق نہیں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہاں! بالکل ہے تو اس نے پوچھا کہ وہ حقوق کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باپ پر اولاد کا یہ حق ہے کہ وہ ان کے لیے اچھی ماں کا انتخاب کرے، (یعنی نیک عورت سے شادی کرے؛ تاکہ اولاد اس کی زیرِ تربیت رہ کر نیک بنے)، ان کا نام اچھا رکھے، اور ان کو قرآن کی تعلیم دے۔ اس لڑکے نے کہا کہ: انھوں نے ان میں سے میرا ایک بھی حق ادا نہیں کیا، جہاں تک ماں کا سوال ہے، تو انھوں نے ایک مجوسی کی حبشی باندی سے شادی کر رکھی ہے، پھر میرا نام بھی جُعل (گندگی کا کیڑا / بدشکل آدمی) رکھ دیا ہے اور مجھے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں

سکھایا ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم حقوق ادا نہ کرنے کے سلسلے میں اپنے بیٹے کی شکایت کرتے ہو، حالاں کہ تم نے اس سے پہلے خود اس کا حق ادا نہیں کیا ہے، اس کے برا سلوک کرنے سے پہلے تم نے خود اس کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔

[التفاعل التربوی: ۱ / ۳]

عالم کی مجلس میں بیٹھنے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک عالم کی مجلس میں حاضری ہزار رکعت نماز پڑھنے، ہزار مریضوں کی عیادت کرنے، اور ہزار جنازوں میں شرکت کرنے سے بہتر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قرآن پاک کی تلاوت سے بھی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا قرآن بغیر علم کے مفید ہے۔ [احیاء العلوم: ۱/۹]

علمِ دین سیکھنے کے دوران انتقال کر جانے والے کا درجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو علم سیکھتے ہوئے موت آجائے، وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کے درجے کا فرق ہوگا۔ [طبرانی اوسط: ۹۴۵۴، عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما]

قرآن کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھنے کا حکم

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا سننا سنانا اللہ کی نظر میں اتنا بڑا کام ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غریب مہاجرین کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، ایک قاری ہمیں قرآن سنا رہا تھا، اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، تو وہ قاری خاموش ہو گیا، تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کیا اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا اور ہم اللہ کا قرآن سن رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے، جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور ہم کو قیامت کے دن مکمل نور اور روشنی ملنے کی خوشخبری سنائی۔

[ابوداؤد: ۳۶۶۶، مفہوم]

دین کی تعلیم دینے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت! میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت! میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور بندگانِ خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

[جامع بیان العلم بحوالہ اسلاف کی طالبعلمانہ زندگی: ص ۲۶]

تلاوتِ قرآن کے بغیر گھر ویران

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ قرآن اللہ پاک کا عام دستر خوان ہے، تم میں سے جو شخص اس میں سے کچھ سیکھ سکتا ہے، تو وہ ضرور سیکھ لے، کیوں کہ وہ گھر سب سے زیادہ خیر و برکت سے خالی ہے، جس میں کتاب اللہ میں سے کچھ نہ ہو۔ ایسا گھر اس ویران مکان کے مانند ہے جسے کوئی آباد کرنے والا نہیں اور بے شک شیطان ایسے گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔

[مصنف عبدالرزاق: ۵۹۹۸/معجم کبیر: ۸۶۴۲]

تھوڑی دیر علم کا سیکھنا اور سکھانا پوری رات عبادت کرنے سے بہتر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا پوری رات جاگ کر عبات کرنے سے بہتر ہے۔ [سنن دارمی:۲۷۰]

بچوں کو دینی اور اخلاقی تعلیم دینا ہماری ذمے داری

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے ذمے داری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو دین اور بھلائی کی تعلیم دیں اور اہم اور ضروری آداب سکھائیں۔ [تفسیر فتح القدیر:۷/۲۵۷]

علم حاصل کرنا نفل عبادت سے افضل

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنا نفل عبادتوں سے افضل ہے۔

[احیاء العلوم:۱/۹]

علمِ دین سیکھنے والوں کی قدر و قیمت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص قرآن کریم سیکھ لیتا ہے، اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور جو فقہ میں غور کرتا ہے، اس کی قدر و منزلت بلند ہوجاتی ہے، اور جو احادیث لکھتا ہے، اس کی دلیل مستحکم ہوجاتی ہے، اور جو شخص لغت کا مطالعہ کرتا ہے، اس کی طبیعت میں لطافت پیدا ہوجاتی ہے اور جو حساب میں محنت کرتا ہے، اس کی رائے میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکرؒ:۵۱/۴۰۹]

بچوں کو قرآن کے ساتھ بنیادی علمِ دین سکھانا ضروری

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں یہ وصیت کی ہے کہ بچہ جب مکتب میں آئے تو ان کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور نیک لوگوں کے واقعات اور دینی احکام کی تعلیم دی جائے؛ تاکہ ان کے دلوں میں نیک لوگوں کی محبت جم جائے۔ [احیاء العلوم:۳/۷۳]

بچوں کو قرآن کریم پڑھانا اسلام کا بنیادی اصول

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینا دینِ اسلام کا ایک اصول ہے؛ تاکہ ان کی پرورش فطرت کے مطابق ہو اور ان کے دلوں میں سب سے پہلے حکمت کے انوار آجائیں، اس سے پہلے کہ نفسانی خواہشات ان کے دلوں پر قابض ہوں اور ضلالت و معصیت سے ان کے دل سیاہ ہو جائیں۔ [کیف تربی ولدک:۱/۱۶]

پڑوسیوں کی دینی تعلیم و تربیت ہماری ذمے داری

مدینہ منورہ میں ایک قبیلہ آباد تھا، جن کو ''اشعریین'' کہا جاتا تھا، یہ لوگ تو علمِ دین سے واقف تھے، مگر انھیں کے پڑوس میں کچھ دیہاتی لوگ آکر آباد ہو گئے تھے، جو علمِ دین سے ناواقف تھے، اور اس سے بڑھ کر وہ علمِ دین سیکھنے کی فکر بھی نہیں کر رہے تھے اور نہ ہی وہ پڑھے لکھے قبیلے والے ان پر کوئی توجہ دے رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان لوگوں کی اس کوتاہی اور غفلت کا علم ہوا، تو آپ نے ان کو سخت تنبیہ فرمائی، اور دین کی باتیں جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں قسم کے لوگوں کی الگ الگ ذمے داریوں کو صاف اور واضح طور پر بیان کیا اور فرمایا: یاد رکھو! جو لوگ علم دین سے واقف ہیں اور اس کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، ان کی یہ ذمے داری ہے کہ نہ جاننے والوں کو دین سکھائیں اور وعظ و نصیحت کے ذریعے ان کی اصلاح و تربیت کی کوشش کرتے رہیں۔ اور جو لوگ دین سے ناواقف ہیں، ان کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ جاننے والوں سے دینی احکام سیکھیں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں، ورنہ ہم دونوں قسم کے لوگوں کو اسی دنیا میں سزا دیں گے۔ چناں چہ قبیلۂ اشعریین کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سال کی مہلت مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مہلت

دے دی، پھر یہ لوگ ایک سال تک اپنے پڑوس کے ان دیہاتیوں کی تعلیم وتربیت میں لگ گئے۔ [کنز العمال: ۸۴۵۷، عن ابزی الخزاعی رضی اللہ عنہ، مفہوم]

مسجد میں جا کر علمِ دین حاصل کرنے سے کامل حج کا ثواب

شروع میں تعلیم عام طور پر مسجد میں ہوا کرتی تھی، لوگ مسجد میں جمع ہوتے، اور پڑھانے والے ان کو قرآن کریم، مسائل واحکام وغیرہ کی تعلیم دیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو تعلیم کی غرض سے مسجد آنے کی ترغیب بھی دیتے اور اس کی فضیلت بھی بتاتے تھے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مسجد آئے اور اس کا ارادہ صرف کسی بھلی بات کو سیکھنا یا سکھانا ہو، تو اس کو ایسے حاجی کا ثواب ملے گا، جس کا حج کامل ومکمل ہو۔

[طبرانی کبیر: ۷۴۷۳، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ]

قرآن پڑھنے پڑھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول

تعلیم کا نظام مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی ہوسکتا ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان فرما کر لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا دور کرتے ہیں، تو ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ [مسلم: ۷۰۲۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ ''اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر'' سے مراد ہر وہ جگہ ہے جس کو اللہ کی رضا حاصل کرنے اور ثواب کی نیت سے بنایا جائے، جیسے مسجد، مدرسہ وغیرہ۔ [مرقاۃ المفاتیح: ۲/ ۱۰۴]

مسجد نبوی میں سیکھنے سکھانے کا نظم

مسجد نبوی صرف عبادت کی جگہ ہی نہیں تھی؛ بلکہ تعلیم و تعلم یعنی سیکھنے اور سکھانے کی ایک درس گاہ بھی تھی، جس میں لوگ جمع ہوتے اور دین کی باتیں ایک دوسرے سے سیکھا کرتے، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں دو مجلسیں لگی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ان دونوں مجلسوں کے پاس سے ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں، البتہ ان میں سے ایک کا درجہ دوسرے سے زیادہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: یہ لوگ دعاؤں میں لگے ہوئے ہیں، اور اللہ کی طرف متوجہ ہیں، اللہ چاہیں گے، تو عطا کریں گے اور چاہیں گے، تو نہیں دیں گے، اور (دوسری مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرنے اور علم دین سیکھنے میں لگے ہوئے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں مشغول ہیں؛ لہٰذا ان کا درجہ بڑھا ہوا ہے، اور میں تو معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر ان ہی میں بیٹھ گئے۔

[سنن دارمی: ۳۵۷]

اس حدیث سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی میں عبادت اور ذکر و دعا کے ساتھ سیکھنے سکھانے کی بھی مجلس لگتی تھی، جس میں بڑے بوڑھے سب جا کر علم دین سیکھا کرتے تھے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دعا ومناجات میں لگنے والوں کے مقابلے میں علم دین سیکھنے والوں کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے۔

صفہ عہد نبوی کی دینی درس گاہ

صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا، جس پر کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دنیوی جھمیلوں سے الگ ہو کر ہر وقت علم دین حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہتے، ان میں ہر عمر کے لوگ ہوا

کرتے تھے، انھیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن کا پوری امت پر بڑا احسان ہے، سب سے زیادہ حدیثیں انھیں سے منقول ہیں، وہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک مسکین شخص تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، آپ ہی کے گھر سے کچھ کھانے کو مل جاتا تھا، ہجرت کرنے والے صحابہ تجارت میں مشغول رہتے اور انصار صحابہ اپنے باغات میں (اسی وجہ سے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں سننے اور یاد کرنے کا زیادہ موقع ملا)۔

[مسلم:۶۵۵۲]

ان اصحاب صفہ میں کچھ تو وہ لوگ تھے، جن کا قیام وہیں رہتا اور کچھ وہ لوگ تھے، جو باہر سے علم حاصل کرنے آیا کرتے تھے، کبھی کبھی سب کی مجموعی تعداد چار سو تک ہو جایا کرتی تھی۔ [عہد نبوی میں نظام تعلیم: ۵۳، ۵۴ ملخصا]

مدینہ منورہ میں مکاتب کا نظام

مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی تین درس گاہیں قائم تھیں، پہلی درس گاہ بیچ شہر میں مسجد بنی زُریق میں تھی، جس میں حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ تعلیم دیا کرتے تھے، دوسری درس گاہ مسجد قُبا میں تھی، جس میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ امامت کے ساتھ لوگوں کو علم دین سکھایا کرتے تھے اور تیسری درس گاہ اسعد بن زُرارہ کے مکان میں تھی، جس میں حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ تعلیم دیا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، تو یہ مسجد دینی تعلیم کا ایک مرکز بن گئی، اور آگے چل کر یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا، علمائے کرام نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے نو مساجد کے آس پاس بچوں کے لیے تعلیمی درس گاہیں تھیں، جن میں قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ لکھنے کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔ [عہد نبوی میں نظام تعلیم: ۷۹]

بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں آپ ﷺ کی فکر

آپ ﷺ نے بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ فرمائی، چناں چہ جب بدر کے قیدی مدینہ منورہ لائے گئے، جن میں سے بعض کے پاس فدیہ میں دینے کے لیے کچھ نہ تھا، تو آپ نے ان سے کہا کہ تم میں جو شخص لکھنا جانتا ہو، وہ فدیے کے طور پر انصار کے دس بچوں کو لکھنا سکھا دے، اس کے بعد اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ [طبقات ابن سعد: ۲/۲۲]

خود آپ ﷺ بھی موقع بموقع بچوں کو دین کی باتیں سکھاتے رہتے، بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، ان کے کھانے کا طریقہ سنت کے خلاف تھا، آپ ﷺ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ [بخاری: ۵۳۷۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

آپ ﷺ کو عورتوں کی تعلیم کا بہت خیال تھا

آپ ﷺ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے، ایک مرتبہ عید کے موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی، اس موقع پر کچھ عورتیں بھی تھیں، جو مردوں سے پیچھے تھیں، آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ میری آواز عورتوں تک نہیں پہنچ رہی ہے، تو آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ان عورتوں کے قریب گئے اور ان کو بھی وعظ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔

[بخاری: ۹۸، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

عورتوں کی تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے ایک دن متعین فرما دیا تھا

حضور ﷺ کے زمانے میں خود عورتوں کے اندر بھی دین کی باتیں سیکھنے کا بہت شوق

اور جذبہ تھا، چناں چہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک خاتون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ! مرد حضرات دین کی باتیں سیکھنے میں آگے بڑھ گئے، (کیوں کہ وہ تو ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور دین کی باتیں سیکھتے ہیں؛ لیکن ہم عورتوں کو تو ایسا موقع نہیں ملتا) اس لیے ہمارے لیے بھی کوئی ایک دن مقرر کر دیجیے، جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ باتیں سکھائیں جو اللہ نے آپ کو بتائی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ میں آجایا کرو، چناں چہ عورتیں ایک جگہ جمع ہو جاتی تھیں، اور آپ ان کے پاس جا کر ان کو وہ باتیں بتاتے، جو اللہ نے آپ کو بتایا تھا۔ [بخاری: ۷۳۱۰، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

گھر کی خادمہ کی تعلیم وتربیت پر اسلام کا زور

اسلام صرف آزاد اور شریف گھرانے کی عورتوں کی تعلیم وتربیت پر ہی زور نہیں دیتا؛ بلکہ وہ گھر میں کام کرنے والی خادماؤں اور باندیوں کی تعلیم وتربیت کو بھی بہت اہمیت دیتا ہے۔

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمی کے لیے دوہرا اجر وثواب ہے، ایک وہ آدمی جو پہلے سے کسی آسمانی کتاب پر ایمان رکھتا ہو اور پھر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لائے، دوسرا وہ غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے اور تیسرا وہ آدمی جس کے پاس باندی ہو اور وہ اس کی تربیت کرے اور اچھی تربیت کرے اور اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے، تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

[بخاری: ۹۷، عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ]

حقیقت یہ ہے کہ علم دین ہی مسلمانوں کا قیمتی سرمایہ ہے، اس لیے وہ جب ملے، جہاں سے ملے اور جس قدر ملے اس کو حاصل کر لینا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مکتب کے تعلیمی اوقات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ فجر کی نماز کے بعد سے ضحیٰ عالی (دس گیارہ بجے) تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک تعلیم دیں۔

[خیر القرون کی درس گاہیں ص: ۳۳۹]

اسلامی دور میں ہر جگہ مکاتب کا نظام تھا

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے چلے گئے، اور پورے جزیرۃ العرب میں اسلام پھیل گیا، اس جزیرے میں بے شمار گاؤں اور شہر تھے، وہاں کے تمام لوگوں نے اسلام قبول کیا اور مسجدیں بنائیں، اس جزیرے کے ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر دیہات میں قرآن کریم کو نمازوں میں پڑھا جاتا، اور مرد وعورتیں اور بچے قرآن پڑھنا سیکھتے تھے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنے، آپ کے زمانے میں فارس، شام، جزیرہ اور مصر کے علاقے فتح ہوئے، ان تمام علاقوں کے شہر میں مسجدیں بنائی گئیں، قرآن کریم کو لکھا گیا، اماموں نے اس کو پڑھا اور بچے ہر جگہ مکاتب میں اس کو پڑھنا سیکھتے تھے۔ [العنایۃ بالقرآن الکریم وعلومہ: ۱/ ۴]

بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا رواج ہر زمانے میں رہا ہے

مورخ اسلام علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والدین کا بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا دینِ اسلام کا ایک شعار ہے، اہل ملت نے اسی پر عمل کیا ہے، اور اپنے اپنے

علاقوں میں اسی کو رواج دیا ہے، کیونکہ قرآنی آیات اور نبوی احادیث کے سبب بچوں کے قلوب میں ابتداء ہی میں ایمان اور عقائد راسخ ہوجاتے ہیں، قرآن کریم ہی تعلیم کی بنیاد اور بعد میں حاصل ہونے والی صلاحیتوں کا مدار ہے، علماء وحفاظ نے اسی بنیاد کو اختیار کیا ہے اور آگے رواج دیا ہے، چنانچہ انہوں نے چھوٹے بچوں کو حفظ اور قرآن سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے۔ [مقدمہ ابن خلدون: ۲/ ۲۸۰]

علم کے منافع انسان کے شمار میں نہیں آسکتے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا احسان کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کے علم سے سرفراز فرمایا جنہیں وہ نہیں جانتے تھے، انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ علم سے بہرہ یاب فرمایا، اور علم وکتابت کی ترغیب دی، کیوں کہ اس میں بے شمار منافع ہیں، جن کا اللہ کے سوا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔

[عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظامِ تعلیم صفحہ ۲۲]

علم کے فوائد

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم سیکھو، اس کا سیکھنا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے اور علم کا طلب کرنا عبادت ہے، اس کا مذاکرہ تسبیح ہے، اس میں بحث اور پوچھ گچھ کرنا جہاد ہے، اور اَن پڑھ کو سکھانا صدقہ ہے، اور علم کا اس کے اہل کو دینا ثواب کا باعث ہے ..... علم جہالت سے حیاتِ سرمدی عطا کرتا ہے، اور تاریکیوں سے آنکھوں کے لیے چراغِ ہدایت ہے، علم ہی کے ذریعے بزرگوں کے بلند مقام تک رسائی ممکن ہے، انسان علم ہی کے ذریعے دنیا وآخرت میں بلند رتبے حاصل کرسکتا ہے، علم میں فکر وتدبر اور مطالعہ کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے، اس کا پڑھنا پڑھانا (درس وتدریس) رات کی عبادت

(تہجد) کے برابر ہے، اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے اوراسی سے حلال وحرام کی شناخت ہوتی ہے، علم عمل کا امام ہے، اور عمل اس کے تابع ہے، علم کی دولت پانے والے خوش نصیب ہیں اوراس سے محروم رہنے والے بدنصیب ہیں۔ [تنبیہ الغافلین: ۱۷۶]

طلبہ کا خیر مقدم کرنا چاہیے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ علم حاصل کرنے آتے، ان کی بھر پور حوصلہ افزائی کی جاتی، ان کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا جاتا اور بڑے جوش وجذبہ سے ان کا خیر مقدم کیا جاتا تھا، سیدنا صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں محسن اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، جب کہ آپ مسجدِ نبوی میں چادر اوڑھے تکیہ لگائے بیٹھے تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش آمدید کہا، اور ارشاد فرمایا کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، پھر خوشی ومسرت سے اس کثرت سے آکر اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، جس کو یہ طالب علم حاصل کررہا ہے۔ [طبرانی کبیر: ۷۳۴۷]

لکھنے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند ہدایات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتبِ وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر وکتابت کے سلسلہ میں انتہائی قابلِ قدر ہدایات دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوات میں روشنائی اچھی طرح ملالو، قلم ٹھیک سے پکڑلو، ''با'' کو سیدھا لکھو، ''سین'' کے دندانوں میں فرق کرو، میم کو خراب نہ کرو، لفظ اللہ کو خوبصورتی سے لکھو، ''الرحمٰن'' کو مد کے ساتھ لکھو اور ''الرحیم'' کو خوبصورت لکھو۔ [الشفا للقاضی عیاضؒ: ۱/ ۲۴۴]

بیرونِ ملک تعلیم کا نظام

اگر چہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں علم کا مرجع آپ ہی کی ذات والا صفات تھی؛ لیکن اسلام کے ابتدائی دور ہی میں آپ کے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب دینی تعلیم اور لکھنے میں مہارت حاصل کر لیتے ،تو انہیں دوسرے شہروں میں مسلمانوں کو علمِ دین سے آراستہ کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا تھا، جیسا کہ سیدنا مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ بھیجا گیا، کہ لوگوں کو قرآنِ مجید پڑھائیں اور اسلامی تعلیمات سے بہرہ یاب کریں، اور ہجرت کے بعد سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کے لوگوں کے حفظ اور ناظرۂ قرآن کی تعلیم پر مامور فرمایا تھا۔ [عہد نبوی ﷺ میں نظامِ تعلیم :ص ۶۰]

صحابہ رضی اللہ عنہم کا معلم بن کر یمن جانا

ایک مرتبہ یمن کے کچھ لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک ایسے آدمی کو بھیج دیں، جو ہمیں دینی مسائل سے آگاہ کرائے اور سنتوں کی تعلیم دیں اور کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کرے، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان ہدایات کے ساتھ یمن روانہ فرمایا کہ انہیں دینی مسائل کی تعلیم دیں، سنتیں سکھائیں اور ان میں کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کریں۔

[حیاۃ الصحابہ: ۳/ ۲۱۴]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ یمن کے لوگوں کی طلب پر حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا، تا کہ انہیں سنت اور اسلام سکھائیں۔ (مستدرک: ۳/ ۲۶۷) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو اس حکم کے ساتھ یمن بھیجا کہ لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔(حیلۃ الاولیاء:۱/۲۵۶)

[ماخوذ از عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظام تعلیم:۶۱]

وفود کے ذریعہ علم کی اشاعت

دور دراز علاقوں میں آباد قبیلوں اور خاندانوں کو علوم دینیہ سے روشناس کرنے کا یہ طریقہ اپنایا گیا کہ جو قبائلی نمائندے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ آتے، ان کی تعلیم وتربیت اور قیام وطعام کی نگرانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی طور پر فرماتے تھے، چنانچہ وفد عبد القیس جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلہ مُضر حائل ہے، جس کی وجہ سے ہم صرف اَشْہُرِ حرام (یعنی جن مہینوں میں جنگ کرنا حرام سمجھا جاتا تھا) میں ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں، ان کے علاوہ دنوں میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے، لہٰذا ہمیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمائیں، تاکہ ہم ان اسلامی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو جو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے، تبلیغ کریں، اس بنا پر آپ نے انہیں توحید ورسالت، نماز، زکوٰۃ، اور مالِ غنیمت کے مسائل واحکام وغیرہ کی تعلیم دی۔

[بخاری:۵۳، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

دورِ نبوت میں نگرانی کا نظام

معلمِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوبہ وار درسگاہوں کا معیارِ تعلیم بلند کرنے کے لیے صوبہ یمن میں ایک ناظمِ تعلیمات مقرر کیا تھا، جو مختلف اضلاع اور علاقے میں دورہ کر کے وہاں کی تعلیم اور درسگاہوں کی نگرانی کرتا تھا۔ [تاریخ طبری اردو ج ۲: واقعات ۱۱ھ یمن کے عمال]

بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کی نصیحت کیجیے

بچے ملک وملت اور مذہب ودین کے مستقبل کے معمار اور محافظ ہوتے ہیں، بچوں کو ہی بڑے ہوکر ملک وقوم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا ہوتا ہے، اس وجہ سے ان کی تعلم وتربیت بے حد ضروری اور ہر کام میں سب سے مقدم ہے، سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو کیسی قابلِ رشک اور لائق صد تحسین نصیحت فرمائی تھی: پیارے بچو! علم حاصل کرو، اگر آج لوگوں میں سب سے چھوٹے ہو، تو کل علم کی برکت سے سب سے بڑے بن جاؤ گے۔

[سنن دارمی: ۵۶۳، عن ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ]

بچپن میں تعلیم کا اثر

بچوں کا ذہن بات کے قبول کرنے اور اس کو محفوظ کرنے میں بیحد مستعد ہوتا ہے، پھر خالی الذہن ہونے کی بنا پر بچے جو کچھ پڑھتے اور سنتے ہیں، وہ ذہن ودماغ میں ہمیشہ ہمش کے لیے بیٹھ جاتا ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بچپن میں علم حاصل کرنا ایسا ہے جیسے پتھر پر نقش کرنا اور بڑھاپے میں علم حاصل کرنا ایسا ہے جیسے پانی پر نقش کرنا۔ (یعنی بچپن کی پڑھی ہوئی باتیں دیر تک یاد رہتی ہیں اور بڑھاپے میں پڑھی ہوئی باتیں بہت جلد ذہن سے نکل جاتی ہیں۔) [عیون الاخبار: ۲/۲۰۳]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تختی (بلیک بورڈ) کے استعمال کا حکم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلیک بورڈ کے ذریعے بچوں کو تعلیم دینے کا حکم دیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دینی تعلیم کو عام کرنے کی طرف بھرپور توجہ فرمائی، اور اس کے لیے نئے مکاتب کا اجراء کیا اور معلمین کو مقرر کیا، تو ان کو بہت ساری قیمتی ہدایات بھی

دیں، انھیں میں سے ایک یہ ہدایت بھی دی تھی کہ غبی بچوں کو تختی (بلیک بورڈ) پر لکھ کر دیں اور ذہین بچوں کو بغیر کتاب کے زبانی تعلیم دیں۔ [الفواکہ الدوانی:۱/۱۷٦]

نمازِ فجر کے بعد حلقے بنا کر اجتماعی طور پر سیکھنے سکھانے کا عمل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب فجر کی نماز سے فارغ ہو جاتے، تو الگ الگ حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے، اور قرآن کریم، فرائض اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے طریقوں کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ [مسند ابو یعلی: ۴۰۸۸]

آج کل جو مختلف جماعتیں اور بیچ بنا کر علم حاصل کرتے ہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم کا الگ الگ حلقہ بھی اسی کی ایک شکل تھی۔

عشاء کی نماز کے بعد علم حاصل کرنا

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی تھے، جن کو دن میں وقت نہیں ملتا، تو وہ رات میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انصار کے ستر لوگوں کے متعلق بیان کیا ہے کہ جب رات ہو جاتی، تو وہ مدینہ میں اپنے معلم کے یہاں جاتے اور قرآن پڑھنے میں رات گذارتے۔ [طبرانی کبیر: ۳٦۰٦]

بچوں کے لیے مکاتب کا قیام اور ان کا تعلیمی وقت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بچوں کے لیے مکاتب جاری کیے، تو شروع میں دن بھر بچوں کو پڑھانے کا حکم دیا تھا؛ مگر اس سے ان کو کافی پریشانی ہوتی تھی، اس لیے آپ نے ان کی سہولت کے لیے فجر کے بعد سے دوپہر سے کچھ پہلے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک تعلیم دینے کا حکم دیا۔ چناں چہ علما نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عامر

بن عبد اللہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو معلم بنایا، تو وہ مستقل (دن بھر) بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے....... بچوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اوقات میں کمی کی درخواست کی، تو انھوں نے حکم دیا کہ فجر کے بعد سے ضحیٰ عالی (دس گیارہ بجے) تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک تعلیم دیں اور باقی وقت آرام کریں۔ [الفواکہ الدوانی: ۱/ ۱۷۶]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے سمجھ میں آتا ہے کہ مکتب میں بچوں کی تعلیم کے لیے اوقات ان کی سہولت کے لحاظ سے رکھے جائیں، تاکہ تعلیم حاصل کرنے میں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

قرآن کی تعلیم کے لیے ماہر اساتذہ کو مقرر کرنا

تعلیم کے لیے استاذ کی قابلیت اور صلاحیت بے حد ضروری ہے؛ کیوں کہ بچے اپنے اساتذہ کی نقل اتارتے ہیں اور وہ جس طرح پڑھاتے ہیں، بچے اسی طرح پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں؛ اسی لیے ہمیشہ انھیں لوگوں کو تعلیم پر مقرر کیا جاتا، جو دین کی باتیں اچھی طرح جانتے تھے اور اس میں مہارت رکھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو باضابطہ اس کا اعلان کر دیا تھا، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک آدمی کو قرآن غلط پڑھایا، اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی، تو انھوں اس آدمی کو بلا کر غلطی پر ٹوکا اور صحیح پڑھ کر بتایا، پھر یہ اعلان کرا دیا کہ کہ قرآن کو عربی زبان کا ماہر ہی پڑھائے۔

[تاریخ دمشق: ۲۵/ ۱۹۱، ۱۹۲]

دوسری جگہ ضرورت پڑنے پر معلم کا انتظام کرنا

خیر القرون میں اکثر ایسا ہوتا کہ علم دین سیکھنے کے لیے اگر دوسری جگھوں سے معلم کو بلانے ضرورت پڑتی، تو وہ لوگ اس کا بھی انتظام کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ ملک شام سے

یزید بن ابی سفیان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ شام میں مسلمانوں کی تعداد کافی بڑھ گئی ہے، اب انھیں قرآن سکھانے اور ان کے اندر دین کی سمجھ پیدا کرنے کے لیے کچھ افراد کی ضرورت ہے، اس لیے امیر المومنین! آپ وہاں سے کچھ معلمین بھیج کر میری مدد کیجیے۔ یہ خط ملتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوایوب اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور ان سے کہا کہ شام کے بھائیوں نے قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے معلمین کی درخواست کی ہے، تو تم پانچوں میں سے تین افراد چلے جاؤ، چناں چہ ان میں سے حضرت عبادہ بن صامت، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم چلے گئے۔

[طبقات ابن سعد: ۱/ ۲٦٦]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے طلبہ کا امتحان بھی لیا کرتے تھے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے طلبہ کا امتحان لیا کرتے تھے، اور امتحان کا عام طور پر دو مقصد ہوا کرتا تھا، ایک غلطی کی اصلاح اور دوسری صحیح پڑھنے پر طلبہ کی حوصلہ افزائی۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حدیثیں بیان کرو، حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ گھبرائے اور کہا کہ میں آپ کی موجودگی میں حدیثیں بیان کروں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم پر اللہ کا یہ احسان نہیں ہے کہ تم میرے سامنے حدیث بیان کرو، اگر تم نے صحیح بیان کی، تو سبحان اللہ اور اگر غلطی کی، تو میں اس کی اصلاح کردوں گا۔

[طبقات ابن سعد: ۵/ ۱۲۹]

انعام کے ذریعے طلبہ کی حوصلہ افزائی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے اندر علم دین کا شوق وجذبہ پیدا کرنے اور ان کے

حوصلے کو بلند کرنے کے لیے بڑا انعام دینا شروع کیا تھا، انھوں نے تمام گورنروں کے نام خط لکھا کہ جو لوگ قرآن کریم پڑھ چکے ہوں، انھیں مدینہ منورہ بھیج دیں، تا کہ ان کا وظیفہ مقرر کیا جا سکے۔ ایک مرتبہ خراج کا کچھ مال بچ گیا، تو انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کہ قرآن سیکھنے والے طلبہ میں اس کو تقسیم کر دیا جائے، دوسرے سال بھی یہ نوبت پیش آئی، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ گذشتہ سال صرف سات آدمی قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، جب کہ اس سال ان کی تعداد ستر ہے۔ [عہد نبوی میں نظام تعلیم: ۹۹]

بچوں کو ان کی عمر کے لحاظ سے تعلیم دی جائے

بچے کی تعلیم تربیت کے تعلق سے ایک اہم اصول یہ ہے کہ ان کو ان کی عمر کے لحاظ سے تعلیم دی جائے، اتنا کم نہ سکھایا جائے کہ ان کی دل چسپی باقی نہ رہے، اور نہ اتنا زیادہ سکھایا جائے کہ ان کے ذہن و دماغ پر بوجھ ہو جائے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اسی اصول کے مطابق تعلیم دیا کرتے، چناں چہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ تم لوگ جب قرآن سیکھو، تو طوال مفصل کی سورتیں سیکھو، کیوں کہ وہ بہت آسان ہیں۔ [مصنف عبدالرزاق: ۶۰۳۰]

''طوال مفصل'' سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہتے ہیں، شروع کی سورتوں کے مقابلے میں یہ سورتیں چھوٹی اور آسان ہیں۔

اجتماعی تعلیم کا نظام

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتماعی طور پر تعلیم حاصل کیا کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب فجر کی نماز سے فارغ ہو جاتے، تو الگ الگ حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کریم، فرائض وسنن کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ [مسند ابو یعلی: ۴۰۸۸]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تعلیم سے فارغ ہو کر تشریف لے جاتے، تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حلقے میں بیٹھ کر تعلیم کو اسی نہج پر جاری رکھتے، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ تشریف لاتے، تو لوگ خاموشی اختیار کر لیتے؛ لیکن آپ تشریف فرما ہو کر تاکید فرماتے کہ اسی عمل میں مشغول رہیں اور اسے جاری رکھیں۔ بسا اوقات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تعلیمی حلقہ سنبھالتے تھے اور فرماتے تھے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قرآن سکھانے سے پہلے ایمان سکھایا ہے۔ [عہد نبوی میں نظام تعلیم: ۵۵]

تعلیم و تعلم (سیکھنے اور سکھانے) کا طریقۂ کار عموماً یہ ہوتا تھا، کہ طلبہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے تھے اور ان میں سے ایک آدمی قرآن مجید کی آیات یا احادیث پڑھتا، دوسرے لوگ سنتے، پھر دوسرا آدمی پڑھتا اور باقی سنتے، اسی طرح حلقہ میں شامل ہر آدمی باری باری پڑھتا تھا، جس سے سب حضرات بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ قرآنی آیات اور احادیث یاد کر لیتے تھے۔ [عہد نبوی میں نظام تعلیم: ۵۵]

ان تمام باتوں کو سامنے رکھنے کے بعد ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اُس دور میں بھی اجتماعی تعلیم کا نظم تھا۔

تعلیم میں طلبہ کے ذوق و مزاج کا خیال رکھنا ضروری

تعلیم میں طلبہ کے ذوق و مزاج کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے؛ تاکہ وہ علم حاصل کرنے میں اکتاہٹ محسوس نہ کریں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کا بھی خیال رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے، ایک آدمی نے ان سے کہا کہ کیا اچھا ہوتا اگر آپ ہم کو روزانہ نصیحت کیا کرتے، حضرت عبد اللہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمھاری گھبراہٹ اور اکتاہٹ پسند نہیں، اسی لیے میں ہر روز نصیحت نہیں کرتا، اور میں تمہاری نصیحت کے لیے اسی طرح وقت متعین رکھتا ہوں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری نصیحت کے لیے وقت مقرر رکھتے تھے، ہماری پریشانی کے خوف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر روز (اور ہر وقت) وعظ نہیں فرماتے تھے۔

[بخاری: ۷۰، عن ابی وائل رضی اللہ عنہ]

مکتب میں بچوں کو سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا

مسجدوں میں، مسلمانوں کے گھروں میں اور دوسرے مختلف مقامات پر دین کی تعلیم کا انتظام پہلے سے موجود تھا، جہاں بچے، بوڑھے اور جوان سب آ کر دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے، لیکن باضابطہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے بچوں کو مکتب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا، اور عبداللہ بن عامر خزاعی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو برابر تعلیم دیں اور ان کا خرچہ بیت المال سے مقرر کیا۔ [الموسوعۃ الفقہیۃ: ۴۰ / ۲۲۸]

ضرورت کے پیش نظر مدینہ منورہ میں تین نئے مکاتب کا قیام

مدینہ منورہ میں تعلیم و تعلم کا رواج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے تھا، مگر ضرورت پیش آنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں تین نئے مکاتب جاری فرمائے، جن میں معلمین کا تقرر فرماتے اور انہیں بیت المال سے وظیفہ دیا کرتے تھے۔ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں تین معلم تھے، جو بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک کو ہر مہینے پندرہ (درہم) وظیفہ دیا کرتے تھے۔

[المحلی بالآثار: ٦ / ٣٦٢]

غور کرنے کی بات ہے کہ مدینہ میں تعلیم کا رواج تو دورِ نبوت سے ہی تھا اور ہر مسجد میں تعلیم کا انتظام تھا، پھر یہ تین معلم کیوں اور کیسے تھے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی بڑھتی آبادی کے پیشِ نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے تین نئے مکاتب کو قائم کیا ہوگا اور ان کے معلمین کے لیے بیت المال سے وظیفہ جاری کیا ہوگا۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں فکرمند رہنا

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دین اور علم دین کی حقیقت واہمیت سے اچھی طرح واقف تھے، اس لیے وہ اپنے بچوں کو علم دین سکھانے کی بہت فکر کیا کرتے، جوں ہی ان کی عمر سیکھنے کی ہوتی، فوراً ان کو علم دین حاصل کرنے میں لگا دیتے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، ان کے چار لڑکے تھے: خبیب، حمزہ، عباد اور ثابت، ثابت ان میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ یہ چاروں اپنے نانا کے یہاں دیہات میں رہتے تھے، اور اونٹ چرایا کرتے تھے، ایک مرتبہ ثابت نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ چلو، ہم سب اپنے والد کے پاس چلتے ہیں، وہ سب کسی اونٹ پر سوار ہوئے اور چل پڑے، ان کے نانا کو معلوم ہوا، تو وہ بھی ان کے پیچھے چلے، یہاں آکر ان کے نانا نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا: ان سب کو میرے پاس دوبارہ بھیج دو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب اب بڑے ہو گئے ہیں اور ان کو قرآن کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے؛ اس لیے اب یہ نہیں جائیں گے، نانا نے ثابت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اسی نے سب کو بہکایا ہے، مجھے برابر اس کی طرف سے خطرہ رہتا تھا، (پھر وہ سب قرآن پڑھنے میں لگ گئے)، کہتے ہیں کہ ثابت نے صرف آٹھ مہینے میں قرآن حفظ کرلیا۔ [تاریخ دمشق: ۱۱/ ۱۲۷]

دین کے متعلق گفتگو کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا مشغلہ

بہت سارے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مختلف قبیلوں اور دور دراز علاقوں میں رہتے تھے،

لیکن انھوں نے ہر جگہ دین سکھانے کی کوشش کی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جب کہیں بیٹھتے اور آپس میں گفتگو کرتے، تو ان کی باتیں دین کے بارے میں ہوا کرتی تھیں، یا پھر کسی سے قرآن پڑھنے کی فرمائش کرتے، اور وہ ان لوگوں کو قرآن سناتا تھا۔ [طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۷۸]

علم مال کے مقابلے میں بہتر

دنیا میں عام طور پر لوگ مال کی اہمیت کو جانتے ہیں، اسی وجہ سے اس کے لیے بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں، لیکن علم کی اہمیت وفضیلت نہیں سمجھ پاتے، اسی وجہ سے اس کے واسطے جتنی کوششیں ہونی چاہیے، وہ نہیں ہو پاتی، حالاں کہ مال کے مقابلے میں علم زیادہ بہتر اور زیادہ اہمیت کا حامل ہے، چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم مال کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، علم تمھاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تم حفاظت کرتے ہو، علم کے اندر حکومت کرنے کی صفت ہے اور مال دوسروں کا غلام رہتا ہے، نیز مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ [احیاء العلوم: ۱/ ۷]

علم مل جائے، تو سب کچھ مل سکتا ہے

علم حاصل کرنے کا اصل مقصد اللہ کو راضی کرنا ہے، دنیا حاصل کرنے کے مقصد سے علم حاصل کرنا درست نہیں ہے، مگر علم کی خوبی یہ ہے کہ جب انسان اس کو سیکھتا ہے، تو دنیا میں اس کو عزت بھی ملتی ہے، خیر و بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے اور مال و دولت بھی مل جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم کو لے لو، یا مال کو یا حکومت کو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے علم کو اختیار کیا، تو اس کے ساتھ مال اور حکومت بھی انہیں حاصل ہوگئی۔ [احیاء العلوم: ۱/ ۷]

علم کا طلب کرنا عبادت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم سیکھو، اس کا سیکھنا اللہ تعالی سے ڈرنا ہے، اور علم کا طلب کرنا عبادت ہے، اور اس کا آپس میں مذاکرہ کرنا تسبیح ہے۔

[کنز العمال: ۲۸۸۶۷]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے سے نصیحت

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں قرآن اور اس کی تعلیم کی بہت زیادہ قدر تھی، اسی لیے وہ اپنے بچوں کو ایسی چیزوں میں مشغول ہونے سے بچاتے تھے، جن کی وجہ سے قرآن کی تلاوت اور اس کی تعلیم میں حرج واقع ہوتا ہو۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں تم کو تین باتیں بتاتا ہوں، تم ان کو یاد رکھنا (اور ان پر عمل کرنا)، ایک یہ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث صرف قابل اعتماد لوگوں سے ہی حاصل کرو، دوسرے یہ کہ قرض کبھی نہ لو، چاہے تم کو عبا پہننا پڑے اور تیسرے یہ کہ اشعار کبھی نہ لکھا کرو، اس سے تمھارا دل قرآن سے پھر جائے گا۔

[طبرانی کبیر: ۷۳۷]

علم حاصل کرنے والے محبت الٰہی کی چادر میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو! علم حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہو، اللہ کے پاس محبت کی ایک چادر ہے، جو شخص علم حاصل کرتا ہے، اللہ تعالی وہ چادر اسے اڑھا دیتا ہے، چناں چہ اگر وہ شخص کوئی گناہ کر لیتا ہے، تو بھی اللہ تعالی اس سے رضا جوئی کر لیتا ہے۔

[جامع بیان العلم: ۲۳۲]

ماہر لوگوں سے علم حاصل کرنا

یوں تو تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب تھے، مگر ان میں بھی بعض کو کسی فن سے زیادہ مناسبت ہوتی تھی، اسی لیے وہ لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ جن کو فلاں فن سیکھنا ہو، وہ فلاں صحابی سے سیکھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! جو شخص قرآن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہے، تو وہ ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے پاس جائے اور جو شخص وراثت کے تعلق سے پوچھنا چاہے، تو وہ زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کے پاس جائے اور جو مسائل معلوم کرنا چاہے وہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کے پاس جائے، اور جو مال طلب کرنا چاہے، تو وہ میرے پاس آئے، کیوں کہ اللہ نے مجھے اس کا نگراں اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ [طبرانی اوسط: ۳۷۸۳]

علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم دین کو اتنی اہمیت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ اس کو حاصل کرنے میں چاہے جتنی مشقت اور تکلیف اٹھانا پڑے یا اس کو حاصل کرنے کے لیے چاہے جتنا دور سفر کرنا پڑے، وہ سب کچھ کر گذرتے تھے، اس میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں، ایک مرتبہ ان کو پتہ چلا کہ مصر کے حاکم مَسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں، وہ ان سے اس کو حاصل کرنے کے لیے مصر چل پڑے اور جا کر ان کے دروازے پر اونٹ پر بیٹھے ہوئے دربان سے کہا کہ حضرت مَسلمہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع کردو کہ جابر بن عبد اللہ آیا ہے، دربان نے جا کر اطلاع دی، انھوں اوپر کی منزل سے جھانکا اور کہا کہ میں نیچے آؤں یا آپ ہی اوپر آئیں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ آپ نیچے آئیں اور نہ ہی میں اوپر جاؤں

گا، مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے پاس مسلمانوں کے عیب چھپانے کے تعلق سے ایک حدیث ہے، اسی کو سننے کے لیے آیا ہوں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: جس نے مسلمانوں کے عیبوں کو چھپایا، تو گویا اس نے زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو زندہ کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اونٹ کو واپسی کے لیے ہانکا اور واپس ہو گئے۔ [طبرانی اوسط: ۸۱۳۳]

اس طرح ایک واقعہ ہی نہیں ہے، بلکہ اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی مشقت برداشت کر کے اس علم کو حاصل کیا تھا۔

ہر مسلمان کے لیے حلال وحرام کا جاننا ضروری

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان عاقل وبالغ، مرد وعورت، آزاد اور غلام پر طہارت، نماز اور روزہ فرض ہے، اس لیے اس کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے، اسی طرح ہر مسلمان پر کھانے پینے، پہنے اوڑھنے، اور مال ودولت میں سے حلال وحرام کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے، ان تمام باتوں سے ناواقف رہنے کی کسی کو گنجائش نہیں ہے۔ [الفقیہ والمتفقہ: ۱۶۷]

ہر آدمی سے اس کے بچے کی تربیت کے بارے میں سوال ہوگا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا: اپنے بچوں کی تربیت کرو، کیوں کہ تم سے سوال ہوگا کہ تم نے ان کو کن باتوں کی تعلیم دی؟ جس طرح کہ بچوں سے تمھارے ساتھ حسن سلوک اور تمھاری فرماں برداری کے بارے میں سوال ہوگا۔ [الفقیہ والمتفقہ: ۱۷۱]

اپنے بچوں کو جہنم سے بچانے کا واحد راستہ ان کی صحیح تعلیم و تربیت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا حکم دیا ہے۔ (قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا)، اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرو۔

[الفقیہ والمتفقہ: ۱۷۲]

قدیم زمانے میں مکاتب کے اصول وضوابط

علم دین کی اہمیت اور معاشرے میں اس کی بے پناہ ضرورت کے پیش نظر قدیم زمانے میں بھی ہر گاؤں اور ہر بستی میں دینی مکاتب چل رہے تھے، علمائے کرام نے ان میں پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے کچھ اصول وضوابط بھی بنائے تھے، جو بچوں کی دینی زندگی بنانے کے سلسلے میں بہت ہی اہم تھے، ان کی ایک مختصر سی جھلک یہاں پیش کی جاتی ہے۔

علامہ محمد بن محمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے، اس کا نام ہے "**معالم القربہ فی طلب الحسبہ**"۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: بچوں کو دینی تعلیم دینا افضل معاش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: تم لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے، اس لیے مکتب کے معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ صلاح وتقوی، عفت وعصمت اور امانت ودیانت کے اوصاف کے ساتھ حافظ قرآن، خوشخط، حساب داں، اور شادی شدہ ہو۔

معلم کو چاہیے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، جب بچے اچھی طرح

حروف پہنچانے لگیں اوران کے مخارج سے اچھی طرح واقف ہوجائیں، تو انھیں قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھائے، اس کے بعد بتدریج بڑی بڑی سورتوں کی تعلیم دے، اس طرح بچے طبعی طور سے مانوس ہوکر شوق سے خود پڑھنے لگیں گے۔

قرآن کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم دے، پھر حساب اور لکھنے کی مشق کرائے، معلم بچوں کی تختی پر خود خوشخط لکھ کر اسی طرح لکھنے کی تاکید کرے، زبانی بول کر املا لکھائے، کتاب سے املا نہ کرائے، بعد میں خوشخطی اور املا کی تختی بچوں سے منگا کر دیکھے، اور اصلاح دے۔

اسی طرح معلم کے لیے ضروری ہے کہ جس بچہ کی عمر سات سال کی ہوجائے، اس کو نماز باجماعت کا حکم دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ، نیز معلم بچوں کے اخلاق وعادات پر کڑی نظر رکھے، والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی فرماں برداری اور ان کو سلام کرنے کی تاکید کرے۔

معلم کسی بچہ سے ایسا ذاتی کام نہ لے، جس اس کے والدین شرم اور عار محسوس کریں، جیسے کوڑا کرکٹ اور مٹی پتھر وغیرہ اٹھوانا، بچہ کو اپنے خالی مکان میں نہ بھیجے؛ تاکہ تہمت سے محفوظ رہے، اگر کوئی عورت خط وغیرہ لکھنے کے لیے کسی بچہ کو بلانے کے لیے آدمی بھیجے، تو اس کے ساتھ بچے کو نہ بھیجے، راستہ میں اوباش قسم کے لوگ بچے کو بہکا سکتے ہیں، جو شخص صبح وشام بچوں کو گھر سے مکتب اور مکتب سے گھر پہونچاتا ہے، وہ ثقہ، اور امین ہو، وہ زنان خانہ میں آتا جاتا ہے اور اندرونی باتوں سے واقف ہوتا ہے، اس لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔

معلم کے ذمے یہ بھی ہے کہ بچوں کو اخلاق بگاڑنے والے فحش اشعار سننے، یاد کرنے اور لکھنے سے سختی کے ساتھ منع کرے۔ [معالم القربہ فی طلب الحسبہ: ۱/ ۲۲۲، ۲۲۳]